سلفِ صالحین رحمہم اللہ

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

محمد صدیق کرناہی
سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، ہربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

Scanned with OKEN Scanner

سلف صالحین رحمہم اللہ

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

محمد صدیق کرنائی

سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

مفت برائے تقسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف و نشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن و سلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین و مذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کر رہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے لادینی افکار و نظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت و رحمت ہو۔ خالق و مخلوق کے تعلقات کو استوار کر کے الحاد و زندقہ شرکیات و بدعات، ظلم و ناانصافی، فحاشی و عریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ
سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	● فصل اوّل	۴
۲	قرآن وحدیث عام فہم ہیں	〃
۳	● فصل دوم	۷
۴	کرامت کی حقیقت	〃
۵	بزرگوں سے محبّت	۹
۶	● فصل سوم	〃
۷	اشراک فی العقیدہ	〃
۸	ندا لغیر اللہ کفر ہے	۱۰
۹	شفاعت کا حال	۱۱
۱۰	علم غیب خدا کا خاصہ ہے	۱۶
۱۱	● فصل چہارم	۱۷
۱۲	عبادات میں شرک کرنیکا بیان	〃
۱۳	دعا غیر اللہ	۱۹
۱۴	یارسول اللہ یا غوث اور چند عبادتیں	۲۰
۱۵	نماز بزرگان	۲۱
۱۶	رسم ورواج کی حقیقت	۲۲
۱۷	ثواب بخشنے کی حقیقت	۲۴
۱۸	زیارت قبور	۲۷
۱۹	ایصالِ ثواب	〃
۲۰	● فصل پنجم	۲۸
۲۱	عبادات میں مشابہت	〃
۲۲	● فصل ششم	۳۰
۲۳	شرک فی العادات	〃
۲۴	یا پیر یا غوث وغیرہ کلمات	〃
۲۵	عبد الرسول وغیرہ نام ناجائز ہیں	۳۱
۲۶	● فصل ہفتم	۳۱
۲۷	بت پرستی	〃
۲۸	قبر پرستی	۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

ہماری زبانیں کہاں ہیں کہ ہادیٔ مطلق کا شکریہ بجا لائیں اور ہاتھ کہاں کہ اس کی تعریف لکھنے میں ہمت مقرر کریں۔ وہ ہم کو شرک کی موجوں کے تلاطم سے توحید کے کنارے پر لایا باوجودیکہ ایک جہاں اس کے طوفان میں ڈوبا ہوا اور ایک عالم اس کے بیان میں حیران و پریشان ہے اور بیشمار درود اس حضورؐ مخلوق کے سردار پر جس کی بدون فرمانبرداری کے بنی آدمؑ کی نجات کے واسطے کوئی اور راہ نہیں اور اس کی آل و اصحاب پر جنکی اطاعت عین اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد ولی اللہ دہلوی چند فصلیں شرک اور اس کے اقسام کی رد میں بیان کرتا اور اسکا اتمام واحد حقیقی سے ڈھونڈھتا ہے۔

فصل اوّل

قرآن و حدیث عام فہم ہیں ان لوگوں کے اقوال کے رد میں جو کسی نہ کسی حیلہ سے کتاب اللہ اور حدیث رسولؐ خدا سے انکار کرتے اور منہ پھیرتے ہیں پھر اس پر مسلمانی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو بہت سے

علم اور بے شمار کتابیں پڑھا ہوا ہو اور اپنے زمانہ کا علامہ ہو۔ ان کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ "خدا تعالیٰ وہ ہے جس نے ان پڑھوں کو پیغمبر بھیجا انہیں ان پڑھوں میں سے پڑھتا ہے وہ پیغمبر ان پڑھوں پر خدا کی آیتیں اور ان کو گناہ کے میل سے پاک کرتا اور کتاب اور اس کی تدبیر سکھاتا ہے یعنی رسولِ خدا صلعم بھی ان پڑھ اور آپؐ کے اصحاب بزرگوار بھی ان پڑھ تھے مگر جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھیں تو وہ ان کو سن کر ہر قسم کی برائی اور بگاڑ سے پاک صاف ہو گئے پس اگر ناخواندہ آدمی قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا اور اس کی سمجھ کی استعداد نہیں رکھتا تو صحابہؓ برائی اور عیبوں سے کیونکر پاک صاف ہو گئے۔ اس قوم پر سخت افسوس ہے جو صدرہ سمجھنے اور قاموس جاننے کا دعوے تو کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث کو سمجھنے میں اپنے کو محض نادان ظاہر کرتے ہیں۔ اور بعضے یوں کہتے ہیں کہ ہم پچھلے لوگ ہیں رسولِ خدا صلعم کے زمانہ برکت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے دل کی سلامت کہاں سے لائیں جو قرآن و حدیث کے معنی بخوبی سمجھ سکیں ان کے جواب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے "وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ یعنی یہی پچھلے ان پڑھوں کا حال ہے

جبکہ وہ اپنے یاروں سے ملیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ یعنی پچھلے لوگ خواہ پڑھے ہوئے ہوں یا اَن پڑھ مگر جبکہ وہ مسلمان ہوں اور اصحابؓ کے طریقہ کی پیروی کا ارادہ کریں اور قرآن و حدیث کو سُنیں تو انہیں بھی پاک کرنے کیلئے یہی قرآن و حدیث کافی ہو سکتے ہیں اور فرماتا ہے :- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ البتہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے واسطے آسان کر دیا پس کیا کوئی نصیحت لینے والا ہے؟" یہ کیونکر آسانی ہو سکتی ہے کہ کافیہ پڑھنے والے اور شافیہ جاننے والے تو اس کے معنی سمجھنے سے عجز ظاہر کریں اور عرب کے جنگلی لوگ اس کی حقیقت سے بہرہ ور ہوتے ہیں اس کے علاوہ ایک جگہ یوں فرمایا ہے :- اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کہ "قرآن میں کیوں فکر نہیں کرتے" پس اگر قرآن مجید آسان نہ ہو تو اس میں فکر کیوں کر کیا جائے۔ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں پھر بھی کیسی گمراہی ہے کہ قرآن کے فکر میں زور نہیں لگاتے اسی طرح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں روزمرہ کی بول چال اور آسان اور قریب الفہم باتیں تھیں کہ جس جنگلی نے انھیں سُنا فوراً دینی اور دنیوی کام میں ان پر عمل کیا، قال یقول کے علاوہ حدیث میں اور کوئی چیز بھی زیادہ مشکل نہیں جس کی طرف آدمی گراں اور مشکل جان کر توجہ نہیں کرتے خاصکر اس زمانہ میں تو علم حدیث بہت ہی آسان ہو گیا ہے کہ موضوع حدیث نا موضوع

سے ممتاز اور قوی ضعیف سے جُدا ہو گئی اور مراتب کے موافق کتابوں میں جمع کر دی گئی۔ اور ہر مطلب کے واسطے جُدا جُدا باب اور فصلیں مقرر کی گئی ہیں۔ تحقیق مقام یہ ہے کہ غیر عربی شخص کو اوّل ترجمہ کا جاننا ضروری بات ہے پھر اگر اس کے تمام لطائف و نکات پر اطلاع نہ پا سکے تو اس کے احکام و منہیات کے دریافت کرنے سے بھی نہ گزرے اور اس قدر عالم آخرت میں نجات کے لئے کفایت کرتا ہے اور بس۔

فصل دوم

کرامت کی حقیقت جاننا چاہیئے کہ اولیاء کی کرامت برحق ہے اور اس کا منکر ایمانی حلاوت سے محروم۔ جو بات خارق عادت کہ پیغمبروں سے ظاہر ہوتی ہے اُسے شرع کے عرف میں معجزہ کہتے ہیں۔ اور پیغمبر کے علاوہ جو اور بزرگوں سے صادر ہوتی ہیں اس کا نام کرامت رکھتے ہیں۔ مگر منشا دونوں کا ایک ہی ہے یعنی جناب الٰہی کا قرب، لیکن واضح رہے کہ معجزے اور کرامت کا ظہور بزرگوں کے اختیار میں نہیں ہے، بلکہ خدا تعالیٰ کے اختیار و قدرت میں ہے۔ بزرگ لوگ اپنی ذات میں اس کی قوت ہرگز نہیں رکھتے۔ کیوں کہ اگر بزرگوں کی ذات میں اسکی قوت ہو گی تو اسے کرامت نہ کہیں گے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے کہ جب کوئی قوی اور زور آور پہلوان کسی بھاری اور بوجھل

پتھر کو اٹھائیگا تو یہ اس کی کرامت پر دلیل نہ ہوگی کیونکہ اس قدر بوجھ اٹھانے کی طاقت اس کی ذات میں موجود ہے۔ البتہ اگر اسی پتھر کو ایک ضعیف اور کمزور بچہ جو اس بھاری بوجھ کی برداشت نہیں رکھتا اٹھالے تو یہ اس کی کرامت کی واضح دلیل ہے کیوں کہ یہ ضعیف شخص ہر چند کہ اپنی ذات میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا مگر جب پتھر کے قریب ہاتھ گیا اور اس کے اٹھانے کا ارادہ کیا تو خدا تعالیٰ نے اپنی قوت کو اس بندۂ ضعیف کے حال کی طرف متوجہ کیا اور قدرت الٰہی سے وہ پتھر جگہ سے اٹھ گیا۔ اسی وجہ سے معلوم ہوا کہ وہ بندہ خدا کی جناب میں بڑا مقبول ہے کہ وہ علام الغیوب اپنی قدرت اس بندۂ مسکین کی جانب متوجہ کرتا اور تمام کاموں میں اس کی مدد اور جانب داری فرماتا ہے پس ایسے شخص سے جو عجیب و غریب کام سرزد ہوتے ہیں وہ جائے تعجب نہیں ہوتے کیونکہ خدا کی قدرت اپنے شریک حال رکھتا ہے اور اگر آسان اور سہل کاموں میں سے بھی کوئی کام حاصل نہ ہو تو شکایت کی جگہ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عجز بشری موجود ہے۔ مولنا روم مثنوی میں فرماتے ہیں: ؎

اولیارا ہست قوت از الٰہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

یعنی اولیاء کو خدا کی طرف سے وہ طاقت ہے کہ آتے تیر کو راستہ میں پھیر دیتے ہیں۔ یوں نہیں فرماتے کہ اولیا بذات خود قدرت رکھتے ہیں، بلکہ انھیں خدا کی طرف سے قوت ہے۔ یعنی یہ لوگ خدا کی قدرت اپنی مددگار اور شریک

حال رکھتے ہیں بایں سبب کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہے۔

بزرگوں سے محبت پس بزرگوں کی محبت اپنی سعادت کے بھرے ہوئے دل میں ضرور رکھنی چاہیئے اور ان کی تعظیم شرع کے موافق بجالانی چاہیئے اور ان کا نام بجز نیکی کے یاد نہ کرنا چاہیئے اگر ان کی شرف ملاقات میسّر ہو جائے تو جان و دل سے خدمت کی شرط بجالانی چاہیئے اور کوئی تحفہ ہدیہ اُن سے دریغ نہ رکھنا چاہیئے اور اگر ان کی کتابوں میں کوئی ایسی بات جو قرآن و حدیث کے موافق نہ ہو پائی جائے تو دفعۃً اعتقاد کا مہرہ ان کی بزرگی کے بچھونے سے چن نہ لینا چاہیئے یعنی فوراً بد دلی اور بے اعتقادی ظاہر نہ کرے، بلکہ ان کے کلام کی تاویل کر کے قرآن و حدیث کے موافق کرنا چاہیئے۔ اور کلمات سکر (بیہوشی) حق تعالیٰ کی افراط محبت پر حمل کرے اگر یہ اصحاب طریقت کا کلام ہے۔ اور خطا فی الاجتہاد پر اطلاق کرے اگر یہ شریعت والوں کا قول ہے کیونکہ تمام بڑے لوگوں سے اجتہاد میں خطا ہو سکتی ہے۔ وجہ یہ کہ انبیاء کے علاوہ اور کوئی بھی معصوم نہیں لیکن ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں کہ قرآن و حدیث کی تاویل کر کے بزرگوں کے کلام کے موافق کرنا چاہیئے۔ کس لئے کہ اس قسم کی باتیں مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیتی ہیں۔ اصلی مقصود تو قرآن و حدیث ہی ہے۔

فصل سوم

اشراک فی العقیدہ اشراک فی العقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے اوصاف

(رزق وروزی دینا۔ اولاد عطا کرنا۔ زمین وآسمان میں تصرف کرنا) پیر و پیغمبر جن و پری فرشتوں یا اور مخلوق میں ثابت کریں اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ پس جو شخص اس بات کا اعتقاد کرے کہ انبیاء یا ملائکہ یا کسی اور کو خدا کے سوا آسمان سے پانی برسانے میں، زمین سے دانہ نکالنے میں کسی کو اولاد دینے یا اندھا بہرہ کرنے یا دوسرے کو ضرر و نقصان پہنچانے یا رزق و دولت دینے کا اختیار ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔

ندا لغیر اللہ کفر ہے | پس اللہ کے سوا کسی اور کو بایں طور پکارنا کہ اے شخص میری حاجت روا کر، خالص کفر ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے:۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی ہم خاص تجھی کو پوجتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

من زآدم مدد نمی خواہم　　غیر حق نیست سوئے کس راہم

"میں آدمی سے مدد نہیں چاہتا۔ خدا کے سوا کسی اور کی طرف میری راہ نہیں ہے"

خدا تعالیٰ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو صرف خلق ہی کی ہدایت کیواسطے حق کی طرف سے آئے تھے ارشاد فرماتا ہے:۔ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ یعنی اے محمدؐ تم جس کو چاہو راہ پر نہیں لگا سکتے لیکن خدا جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا اور کسی شخص کے ہاتھ میں ہدایت کی باگ نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس کسی نبی، ولی اور فرشتے کو قیامت میں کسی قسم کے تصرف اور دخل کی گنجائش نہ ہوگی تاکہ

کسی کو جنّت اور کسی کو دوزخ میں لے جائے حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔
یَوْمَئِذٍ لَّا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ "یعنی قیامت کے دن کوئی کسی چیز میں مالک نہ ہوگا۔ اُس دن ہر چیز کا حکم خُدا ہی کیلئے ہوگا"۔ قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا کہ ماں باپ اولاد کو نہ پوچھیں گے۔ اور اولاد ماں باپ کا منہ نہ دیکھے گی۔ استاد شاگردوں سے بیگانہ ہوں گے۔ پیر مریدوں کے سامنے سے چلتے بنیں گے۔ دنیا میں جن کی پیروی کی جاتی ہے وہ اپنے فرمانبرداروں سے بیزار ہوں گے اور فرمانبردار لوگ ان سے جن کی یہ اطاعت کرتے تھے لڑیں گے۔

شفاعت کا حال آدمی جس طرح دنیا میں اکثر اوقات شفاعت کا حال دیکھتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی شفاعت کا گمان کرتے ہیں۔ مثلاً بادشاہ نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا کہ وزیر یا ارکانِ دولت میں سے کسی اور شخص نے اس کی سفارش کی۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ اگر میں ان کی سفارش قبول نہیں کرتا تو میری سلطنت کو خلل عظیم پہنچتا ہے، ناچار بادشاہ نے انکی سفارش کی وجہ سے اپنے قصد اور ارادے کو باز رکھا یا بادشاہ کی جو رو اسکی سفارش کرتی ہے اور بادشاہ اس محبوبہ کی محبت کے سبب سے اپنے پر جبر اختیار کرکے چور کی رہائی کرتا ہے۔ سو خیال کرنا چاہیئے کہ ان باتوں میں خواہش کا رد کرنا لازم آتا ہے۔ اور جبر پیدا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اس قادر مختار کی جناب میں اس قسم کا

معاملہ کس طرح واقع ہونے لگا۔ کیونکہ لوگ کہتے ہیں لَا رَآدَّ لِقَضَآئِہٖ اس کی خواہش وارادہ کو کوئی نہیں پھیر سکتا۔ یا آدمی شفاعت کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ ایک شخص اپنا بدلہ لینا چاہتا ہے مگر دوسرے کی ممانعت کی وجہ سے بدلہ نہیں لے سکتا۔ سو خدا کے حضور میں یہ بات ہرگز محقق نہیں ہے اسکی شان تو اس قسم کے صریح نقصان سے پاک ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اس مضمون کو قرآن مجید میں رد فرماتا ہے۔ کہ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْھَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْھَا عَدْلٌ وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ "اے لوگو! اس دن سے خوف کرو جس میں کوئی نفس کسی نفس سے کچھ بھی کفایت نہ کریگا اور نہ اس کی سفارش مقبول ہوگی نہ کسی سے بدلہ لیا جائیگا اور نہ وہ مدد دیے جائیں گے۔ مگر بعضے آدمی کہتے ہیں کہ یہ آیت اور اس جیسی اور آیتیں کافروں کے حق میں اتری ہیں۔ حالانکہ یہاں لفظ لَا نکرہ آیا ہے۔ جو عموم وشمول پر دلالت کیا کرتا ہے۔ پس ان کے اس شبہ کے دفعیہ میں خدا تعالیٰ مومنوں کو خطاب فرماتا ہے:۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ (البقرہ) "اے ایمان والو! جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اس میں سے خرچ کرو اور اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ بیع ہے (یعنی نہ تو گناہ بیچ کر نیکی خریدی جائیگی اور نہ کوئی کسی کی دوستی کی وجہ سے بخشا جائیگا اور نہ کسی کو کسی کی سفارش نفع دیگی" کیونکہ

اس قسم کی شفاعت کے قبول کرنے میں جبر لازم آتا ہے پس واضح ہو گیا کہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں نازل فرمائی ہے کس لئے کہ خطاب انہیں سے ہوا ہے۔ شفاعت کی ایک دوسری قسم بھی ہے جس میں جبر لازم نہیں آتا اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے کہ ایک خوشنویس چور کو بادشاہ کے دربار میں لوگوں نے حاضر کیا۔ بادشاہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا مگر ایک اور شخص نے بادشاہ کے حضور میں عرض کی کہ یہ گنہگار خط خوب لکھتا ہے اگر اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائینگے تو اس شہر میں خوشنویس کا وجود باقی رہے گا۔ اس خبر کے سننے سے بادشاہ کا ارادہ خود بخود بدون اس کے کہ کوئی اس پر جبر کرے بدل جاتا ہے اور کسی کا جبر لازم نہیں آتا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ ایک شخص مجرم کی وصفوں میں سے ایک ایسا وصف بیان کرتا ہے جس سے بادشاہ غافل تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ہماری جناب میں اس قسم کی بھی سفارش واقع نہ ہوگی چنانچہ فرمایا:۔ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ اور خدا کے علاوہ ان کو پوجتے ہیں جو انہیں نہ ضرر دیتے ہیں نہ نفع پہنچاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت کرنے والے ہیں۔ اے محمد! تم کہدو کیا آگاہ کرتے ہو خدا کو اس چیز سے جسے وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا۔ خدا تعالیٰ پاک اور بزرگ ہے اس چیز سے کہ شریک کرتے

ہیں" یعنی جو چیز زمین اور آسمان میں ہے خدا اسے خوب جانتا ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور بندے اس کے مخلوق ہیں۔ نیز وہ ہر بندہ کی بھلائی بُرائی خود ہی خوب جانتا ہے۔ اس کے سامنے دوسروں کے بیان کرنے کی کوئی بھی حاجت نہیں۔ پس اس قسم کی شفاعت میں ہر چند کہ جبر لازم نہیں آتا لیکن اس سے عالم الغیب والشہادۃ کی بے علمی اور نادانی لازم آتی ہے (اس کی شان اس سے برتر ہے) شفاعت کا ایک اور بھی طریقہ ہے جس کی مثال یہ ہے کہ چار چور دفعۃً بادشاہ کے سامنے گرفتار ہو کر آئے تین تو ان میں سے چوری اور عیاری کے فن میں نہایت ہوشیار اور سلطانی غضب سے بے باک تھے اور ایک انہیں پرہیزگار آدمی تھا جو اتفاقاً شیطان کے مکر و فریب میں آکر اس بُرے فعل میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اب بادشاہ کے حضور میں آنکھوں سے آنسو بہاتا اور گناہ کی شرمندگی سے سر اوپر نہیں اٹھاتا ہے جس سے بادشاہ نے معلوم کر لیا کہ یہ بیچارہ اس بُرے فعل میں ناگہاں گرفتار ہو گیا ہے اس نے چوری کا پیشہ مقرر نہیں کیا۔ اس وقت بادشاہ کی مہربانی گو اس کی عفو تقصیر کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ مگر سلطنت کا قانون اس بات کو نہیں چاہتا کہ ایک کو بخش دیں اور اوروں کے ہاتھ کاٹیں اس وقت بادشاہ خود کوئی سبب ڈھونڈھتا اور حاضرین دربار میں خفیہ اشارہ کرتا ہے کہ تو فلاں شخص کی سفارش کر تاکہ میں اسے بخش دوں۔ اس اشارہ کے سمجھتے ہی مقربان مجلس میں سے ایک شخص شفاعت کی پیشانی زمین پر

گھستا ہے کہ اس مجرم کا ہم سے تعلق ہے اگر آپ اس کی تقصیر معاف فرمائیں گے تو احسان پر احسان ہوگا۔ یہ حال دیکھتے ہی بادشاہ بدلہ لینے سے درگذر کرتا ہے پس اس قسم کی شفاعت میں بادشاہ پر کوئی جبر لازم نہیں آتا ہے بلکہ اس کی رضا اور خواہش اس میں تھی جو واقع ہوا۔ سو قیامت کے دن شفاعت کی یہی صورت متحقق ہوگی جس کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں:۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ کہ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کرے مگر اس کی اجازت کے ساتھ پس جس شخص کے حق میں اسکی اجازت ہوگی اسکی سفارش جلوہ گر ہوگی اور اگر عیاذاً باللہ ارادہ الٰہی کسی سے بدلہ لینے پر متعلق ہوگا تو کس کو طاقت ہوگی جو اس کے حضور میں شفاعت کا دم مارے پس خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہیئے جس کے ہاتھ میں شفاعت کی باگ ہے اور درحقیقت سفارش کرنیوالی بھی وہی پاک اور بے پروا ذات ہے۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:۔ قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا اے محمدؐ تم کہدو کہ خاص خدا ہی کیواسطے تمام سفارش ہے یعنی شفاعت بھی کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے یہ شفاعت کا حال ہے جسکی حقیقت سے اکثر نادان لوگ ناواقف ہیں اور غیر خدا کی فرمانبرداری کو خدا کی فرمانبرداری سے زیادہ تر جانتے ہیں پس مسلمان کو چاہیئے کہ پیغمبروں اور ولیوں سے کسی کو بھی دین و دنیا کے نفع و ضرر پہنچانے پر قادر نہ جانے چنانچہ یہی معنی اس آیت سے مقصود ہیں۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا

اِسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوۡٓءُ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ "اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ میں اپنے لئے نفع و ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر جو خدا نے چاہا اور اگر میں علم غیب جانتا تو منفعت کی جنس سے بہت کچھ جمع کر لیتا۔ اور مجھے کوئی سختی نہ پہنچتی میرا کام بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ میں ڈرانیوالا اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں انھیں خوشی سنانے والا ہوں۔

علم غیب خدا کا خاصہ ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) باوجودیکہ خدا کے رسول ہیں۔ مگر تب بھی اپنی جان کو نفع پہنچانے اور ضرر سے باز رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے نیز حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد تم کہہ دو میں ہرگز علم غیب نہیں جانتا یہ تو محض خدا کا خاصہ ہے اگر میں علم غیب جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی بھی نقصان نہ پہنچتا۔ مثلاً اگر میں جانتا کہ کل میرا گھوڑا مر جائیگا تو اسے کسی کافر کے ہاتھ بیچ ڈالتا اور اگر مجھے علم ہوتا کہ جنگ احد میں شکست ہوگی تو اس روز جنگ نہ کرتا تم جو ہمارے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ جس وقت ہم اپنے پیغمبر کو یاد کرتے ہیں وہ سن لیتا ہے اور ہر آنیوالی چیز کو یا جو نظر سے غائب ہے اُسے خوب جانتا ہے، محض غلط ہے۔ میں اس قسم کا آدمی نہیں ہوں۔ میرا کام تو عذاب الٰہی سے ڈرانا اور غیر متناہی نعمتوں کی خوشخبری سنانا ہے اور یہ بھی صرف انھیں لوگوں کو جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ ہماری پیٹھ پیچھے کیا ہے اور شام کو کیا ظاہر ہوگا۔ نیز

دوسری آیت میں فرماتے ہیں:۔ وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔
"کہ آدمی خدا کے علم میں سے کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر اسی قدر کہ خدا نے چاہا"
معلوم ہوا۔ کہ جو چیز خدا کے علم میں ہے وہ بندہ کی نظر سے غائب ہے اور اس میں سے بندہ کو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ ہاں جس قدر خدا چاہتا ہے اتنا علم دے دیتا ہے۔ پس یہ بھی خدا کے اختیار میں ہے نہ بندہ کے اختیار میں کہ جو چاہے سمجھ لے۔

فصل چہارم

عبادات میں شرک کرنیکا بیان | سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو بزرگی اور تعظیم حق تعالیٰ کے واسطے مقرر کی ہے اسے عبادت کہتے ہیں اگر یہ تعظیم شارع نے مقرر فرمائی ہے یا کسی اور جماعت نے مقرر کی ہے تو اس کا ملحق بعبادت نام رکھتے ہیں پس جو تعظیم کہ خاص خدا تعالیٰ کے واسطے بجالائی جاتی ہے وہ مخلوق کو کرنی نہ چاہیئے کیونکہ فرماتے ہیں:۔ وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی "خدا تعالیٰ کے لئے کسی کام میں ہمسر نہ بناؤ باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ خدا کا کوئی ہمسر نہیں ہے" مطلب یہ کہ اے لوگو! گو تم اپنے عقیدہ میں خدا کے مرتبہ کے برابر کسی اور کو نہیں جانتے ہو پر تعظیم و بزرگی میں اس کے برابر اوروں کی بھی کرتے ہو آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک کوئی کافر ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے دو خدا کہے ہوں یا اپنے علم و اعتقاد میں کسی مخلوق کو خدا کے برابر مرتبہ میں جانا ہو۔ مگر

اس قدر جانتے تھے کہ بزرگوں کو تقریب کی وجہ سے خدا کے کارخانہ میں کچھ دخل ہے اور کثرتِ ریاضت کی وجہ سے خدا کی صفات میں سے کچھ کچھ ان میں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ اگر بے شمار آدمی پیدا کر سکتا ہے تو یہ بزرگ اگر چاہیں تو ایک دو آدمیوں کو فرزند بخش سکتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ سارے جہان کو عذاب و قہر میں مبتلا کر سکتا ہے تو یہ بزرگ بھی اس شخص کو جو ان کی خدمت میں بے ادبی کرے بالضرور کوئی نہ کوئی ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ چونکہ آدمیوں کے اعتقاد میں یہ فاسد خیال خوب مستحکم اور مضبوط ہو گیا ہے اسی وجہ سے وہ بزرگوں کی بزرگیاں حد سے زیادہ بجالاتے ہیں۔ اور ان کی رضامندی حاصل کرنے میں بے حد کوشش کیا کرتے ہیں۔ پس اسی کو شرک باللہ کہتے ہیں جس کا قرآن میں رد ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یعنی جو شخص خدا کے ساتھ شریک کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کی بخشش نہیں کرتا اور اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے پس جو شخص خدا کی بزرگی میں اوروں کو شریک کرے اسے افسوس کے ہاتھ سے سر پیٹنا اور اخروی نجات کی ہوس دل سے نکال ڈالنی چاہیئے شرع شریف میں جو بزرگیاں کہ خدا کے لئے ہیں یعنی عبادات ہر چند کہ وہ بے شمار ہیں۔ مگر میں ان میں سے دو چار بیان کرتا ہوں۔ تاکہ اوروں کو ان پر قیاس کر لیں۔ منجملہ ان کی نماز کے ارکان ہیں جو دوسروں کے لئے کرنی نہ چاہئیں۔ مثلاً جو شخص خدا کے علاوہ دوسرے کو سجدہ کریگا کافر ہو گا۔ کیونکہ

فرماتے ہیں :۔ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ یعنی "خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اگر تم خدا ہی کی عبادت کرتے ہو" اور فرمایا :۔ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝ یعنی "رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرو" پس جس نے غیر خدا کے سامنے رکوع کیا یعنی رکوع کی طرح تعظیم کی۔ جہت سے قد کو خم کیا وہ ضرور شرک کے گڑھے میں پڑا۔ اور فرمایا۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ۝ "کھڑے رہو خدا کیلئے فرمانبردار" پس کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر پاؤں کے بل باادب کھڑا ہونا شرک ہے اور فرمایا :۔ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ "اور جہاں کہیں تم ہو تو اپنے مونہوں کو خانہ کعبہ کی طرف پھیرو" پس عبادت کے وقت بیت اللہ کے علاوہ بزرگوں کی قبر کی طرف تعظیماً متوجہ ہونا اور منہ کرنا شرک ہے ۔

دُعا از غیر اللہ اور اسی طرح غیر خدا سے دعا مانگنا بھی شرک ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے :۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ "کون زیادہ گمراہ ہے اس شخص سے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسے شخص سے دعا مانگتا ہے جو قیامت تک اسکی دعا قبول نہ کریگا۔ طرفہ یہ کہ وہ ان کی دعا سے محض بے خبر ہیں" مطلب یہ ہے کہ اس قوم سے زیادہ تر گمراہ کوئی قوم نہیں جو مُردوں کو یا کسی اور کو خدا کے سوا ندا کرتے ہیں۔ اور وہ ان گمراہوں کو ہرگز جواب نہیں دیتے یہ لوگ

جانتے ہیں کہ وہ سن رہے ہیں۔ حالانکہ وہ ان گمراہوں کی دعا مانگنے اور فریاد مچانے سے محض بے خبر ہیں ؛

یارسول اللہ یا غوث جو آدمی کہ یارسول اللہ اور یا علی اور یا غوث الاعظم اور یا حسین اور یا فاطمہ اور اے خواجہ اور اے پیر کہا کرتے ہیں وہ اپنے احوال کا اس آیتہ کریمہ کے ساتھ موازنہ کر سکتے ہیں :۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم نہ مردے کو سنا سکتے ہو نہ بہرے کو یعنی سننے کے حق میں مردہ اور بہرہ برابر ہے "وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ" اور نہ تم ان لوگوں کو سنا سکتے ہو جو قبروں میں ہیں"

قرآن مجید اسی طرح قرآن مجید محض خدا کے واسطے پڑھنا عبادت ہے اور غیر خدا کی رضامندی اور تقرب کے واسطے پڑھنا شرک ہے ؛

روزہ روزہ جو ساری عبادتوں سے بڑی عبادت ہے۔ اگر غیر خدا کے واسطے رکھیں خواہ سارا روزہ یا آدھا کافر مطلق ہونگے۔

حج اسی طرح حج جو تمام عبادتوں سے افضل ہے اگر کسی اور کیواسطے ادا کریگا صریح کفر میں مبتلا ہوگا۔ خانہ کعبہ کے علاوہ کسی قبر یا گھر کے گرد گھومنا نہ چاہئے اور صفا مروہ کے سوا کسی دو مکانوں میں دوڑنا نہ چاہئے۔ اور جانور خدا تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے ذبح نہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح سر منڈانا اور زیارت کرنے والوں جیسی صورت بنانا نہ چاہئے۔ اور دوسرے ارکانِ حج کو اسی پر

قیاس کرسکتے ہیں۔

نیازِ بزرگان

اور تمام بندگیوں میں بہتر بندگی زکوٰۃ اور خدا کی راہ میں مال صرف کرنا ہے پس اگر کوئی نقد و جنس یا کھانا مُردوں کے نام پر یا بزرگوں کی نیاز یا جن و پری اور فرشتے یا خدا کے سوا کسی اور کے واسطے ہونا شرک ہے اور اسکا کھانا ناجائز۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ۔ یعنی "تم پر مردہ اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر غیر خدا کا نام پکارا جائے حرام ہے"۔ مثال اس کی یوں سمجھئے کہ کوئی رعیت بادشاہ کے سامنے اس کے غلام کے پاس نذر لے گیا۔ باوجودیکہ بادشاہ خود معبود ہے پس ایسے وقت بالضرور وہ شخص غضب کے محل میں پڑیگا اور بادشاہ اس کی اس نذر کو خاکِ ذلّت میں ڈالیگا۔ پھر اگر یہ نذر غلام نے قبول کرلی ہے تو وہ بھی محل غضب بادشاہی ہوگا۔ البتہ اگر غلام نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ پھر اس نذر کو جو ذلّت کی خاک پر پڑی ہوئی ہے اگر کوئی اور لینے کا ارادہ کریگا تو وہ بھی ضرور غضب شاہی میں گرفتار ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ باوجود ہونے اس حقیقی بادشاہ کے اگر کوئی نقد یا کھانا غیر خدا کی نذر کرے اس کا لینا اور کھانا بالکل ناجائز ہے۔ اس اخیر زمانہ میں مُردوں کے تقرب کے واسطے قرآن پڑھنے اور کھانا بزرگوں کی نذر دیتے ہیں اور نقدی غیر خدا کے نام پر صرف کرتے ہیں جیسا کہ مؤحد لوگ یہ سب عبادتیں

محض خدا کیواسطے کرتے ہیں۔ جب آدمی ان سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تم اس شرک عظیم کے کیوں مرتکب ہو تو عوام الناس تو بیہودہ جواب دیتے اور جہالت بھرے کلمے زبان پر لاکر کہتے ہیں۔ بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ ہم تمہارا کہنا نہ مانیں گے اور اسی کی پیروی پر جان دینگے۔ یعنی تمہارے کہنے سے ہم اپنے باپ دادا کی رسمیں نہ چھوڑیں گے۔ آخر پہلے لوگ جو اس کام کو کر گئے ہیں انھوں نے بھی تو اس کام میں نہ کوئی مصلحت سمجھی ہی ہوگی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ" اے محمدؐ تم ان سے کہہ دو بھلا اگر تمہارے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور توحید کی طرف راہ یاب نہ ہوں تو کیا تعجب کی بات ہے۔

رسم و رواج کی حقیقت

یعنی صرف تمہارے باپ دادا کی رسم و رواج اس کام کے پسندیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اپنے باپ دادا کی گمراہی میں تعجب نہ کرو۔ اگرچہ بظاہر گدڑی پوش ہی ہوں۔ اور بعض آدمی چند دن کتابوں کا مطالعہ کرکے شرعی حیلہ ظاہر کرنے لگتے ہیں کہ ہم قرآن بزرگوں کے لیے نہیں پڑھتے۔ غیر خدا کے نام پر کھانا نہیں دیتے۔ بزرگوں کیواسطے جانور ذبح نہیں کرتے بلکہ یہ سب نیک کام محض خدا کے واسطے کرتے اور اس کا ثواب لوگوں کو بخشتے ہیں۔ غور کرنا چاہیئے کہ یہ لوگ حیلہ گر نہیں تو اور کون ہیں۔ بھلا اگر خدا کے واسطے کرتے ہیں تو مہینہ کی تخصیص جیسے محرم میراں جی مدار شب برات وغیرہ کیوں کرتے ہیں اور جو

کھانے ان بزرگوں کو مرغوب ہوتے ہیں مثلاً پلاؤ۔ مالیدہ وغیرہ کو کیوں خاص کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں حصّہ کیوں مقرر کرتے ہیں اور ایام مقررّہ سے پہلے کچھ بھی صرف نہیں کرتے اور جس جانور کو ذبح کرتے ہیں اس پر کیوں نشان لگاتے ہیں اور قبروں کے سامنے لیجاتے ہیں۔ یہ سب صورتیں خالص شرک کی ہیں کہ شیطان نے حیلہ اور فریب سے ان کے دلوں میں ثواب کا بخشنا اور اسکا عطا کرنا ڈالدیا ہے کیونکہ وہ ملعون خدا کے سامنے وعدہ کرچکا ہے۔ "قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں شیطان بولا کہ "بلاشبہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر و معین حصّہ لونگا اور بیشک میں انہیں گمراہ کرونگا۔ اور انکے دلوں میں جھوٹی آرزوئیں ڈالونگا۔ اور میں انہیں جانوروں کے کان پھاڑنے کا حکم کرونگا۔ میں انہیں حکم کرونگا۔ کہ وہ خدا کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست رکھے گا بلاشبہ وہ صریح و ظاہر نقصان میں پڑیگا"۔ یعنی شیطان نے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تیرے بندوں سے بایں طور حصّہ مقرر کرونگا۔ کہ ہر برس دو سو روپیوں میں اس قدر خدا کے غیر کی نیاز چڑھائیں۔ یا ہر برس اتنا غلّہ فلاں بزرگ کے نام پر علیحدہ کریں۔ اور ان کے دلوں میں باطل آرزوئیں ڈالی ہیں۔ مثلاً یہ مضمون سمجھایا ہے کہ جو شخص ان

بزرگوں کی نیاز ادا کریگا تو یہ بزرگ ضرور اس کی شفاعت کر کے جنّت میں داخل کرینگے نیز شیطان حکم کرتا ہے کہ لوگ خدا کی پیدائش کو اسیطرح بدل ڈالتے ہیں کہ اپنے آپ کو خواجہ سرا بنالیں یا ڈاڑھیوں کو منڈوا ڈالتے یا کسی اور طرح اپنی شکل پلٹ لیتے ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا پس یہ سب شیطان کے داؤ ہیں کہ اوروں کو ثواب عطا کرنے کے بہانے سے آدمیوں کے دلوں میں شرک ڈالتا اور اپنے وعدوں کے پورا کرنے میں کوشش کرتا ہے۔ دیکھئے اگر آدمیوں سے قرآن مجید کے ختم کا ثواب طلب کرتے ہیں تو اس کے دینے میں کچھ بھی تامل نہیں کرتے اور ایک روپیہ مانگنے پر ہزاروں حیلے پیدا کرتے ہیں۔ پس ان لوگوں کے دلوں میں آخرت کا ثواب کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ بے تکلّف اوروں کو بخش دیتے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کی نیکی اور بدی میزان عدالت میں برابر اتریگے حکم ہوگا کہ ایک بھلائی اور لے آ تاکہ تیری نیکی زیادہ ہو جائے۔ اور جنّت کا مستحق ہو پس یہ شخص ہر ایک عزیز کے آگے التجا کا ہاتھ لے جائیگا۔ مگر ماں باپ اور جورو بچے ایک بھلائی تک دینے میں انکار کریں گے۔ غرضیکہ ایک نیکی ڈھونڈھے نہ ملے گی۔ آج کیا شوخ چشمی اور بے خوفی ہے کہ ہزاروں نیکیوں کے بخشنے میں بھی دریغ نہیں کرتے مگر بات یہ ہے کہ یہ لوگ اعمال کی قدر اور آخرت کا خوف نہیں رکھتے بلکہ اعمال کو نہایت خفیف اور ہلکا جانتے ہیں۔

ثواب بخشنے کی حقیقت اب ثواب کے بخشنے کی حقیقت سمجھنی چاہئے۔ بعضے

علماء کہتے ہیں کہ ایک شخص کا ثواب بخشنا دوسرے شخص کو نہیں پہنچتا اور اس پر دلیل خدا تعالیٰ کا قول لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی ہر ایک کیلئے اسی چیز کا نفع ہے جو اس نے کمایا اور خاص اسی پر ضرر ہے جو ان سے حاصل کیا۔ علاوہ ازیں اور بہت سی آیات و احادیث اسی معنی پر دلالت کرتی ہیں اور یہ قیاس کے مخالف بھی ہے کہ جب ابھی تک جناب الٰہی میں عمل قبول ہونا اور نہ ہونا ظاہر نہیں ہوا اور جزاء اس شخص کے ہاتھ میں نہیں ہے تو دوسروں کو کیا بخش سکتا ہے اور بعض علماء جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدنی اعمال کا ثواب مثلاً نماز روزہ وغیرہ دوسروں کو نہیں پہنچتا۔ ہاں عبادت مالی کا ثواب جیسے کہ کھانا کھلانا، کنواں کھودنا پل بنوانا جو محض خدا کیواسطے ہو آدمیوں کے بخشنے سے دوسروں کو بھی ثواب بایں قیاس پہنچتا ہے کہ تمام علماء متفق ہیں کہ قرضداروں کے قرض ادا کرنے سے مُردوں کو عذابِ آخرت سے رہائی ہوتی ہے اور منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے دریافت کیا کہ میری ماں مر گئی ہے میں اس کیلئے کوئی ایسی چیز کرنا چاہتا ہوں جو اس کے کام آئے حضرتؐ نے کنواں کھودنے کا اشارہ فرمایا۔

لیکن تمام اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ اپنے کاموں کا اوروں کو ثواب بخشنا بہت سے متاثر صحابیوں سے منقول نہیں ہے۔ حالانکہ وہ حضرات ماں باپوں اور بزرگوں سے اس درجہ محبت کرتے اور انکے حقوق اسقدر پہچانتے تھے جسقدر کہ ہم نہیں پہچانتے مگر اس فعل کا عمل میں لانا اکثر حضرات سے ثابت نہیں ہوا جیسا کہ

اِس زمانہ کے لوگ اِس فعل کو بکثرت کیا کرتے ہیں۔ نیز سالکے علماء کا اتفاق ہے کہ مردوں کو اعمال کا ثواب بخشنے میں اگر نفع ہے تو بھی بہت ہی تھوڑا ہے اگر کوئی آدمی اپنی زندگی میں ایک پیسہ خرچ کرے تو اس کے پیچھے لاکھ پیسوں کے خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اسی طرح اگر کسی آدمی نے اپنی ساری عمر کو دنیا کے حاصل کرنے میں ضائع اور برباد کر ڈالا اور کوئی بھی بھلا کام نہ کیا جس کی وجہ سے خدا اس سے ناراض ہے تو ممکن نہیں کہ اس کے مرنے کے پیچھے اور لوگ اعمال خیر بجالائیں اور وہ اس کو آخرت کے عذاب سے چھڑالیں۔ بلبل شیرازی یوں نغمہ سرا ہوتا ہے ؎

برگ عیش بگورِ خویش فرپیس　　کس نیارد ز پس تو پیش فرپیس

"سامانِ عیش اپنی قبر میں آپ بھیج، کیونکہ کوئی کسی کے کام نہیں آتا ہے تو آپ مرنے سے پہلے بھیج"

اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اگرچہ اعمال کا ثواب بخشنا درست ہے لیکن شرک کا موجب بھی ہے کیونکہ عوام الناس تمیز نہیں کرتے۔ کہ ہم ان عبادتوں کا ثواب بزرگوں کو بخشتے ہیں یا خود بزرگوں کی قربت اور رضامندی کیواسطے عبادت کرتے ہیں۔ یونہی انجام کار غیر خدا کے نام کی عبادت کرنے لگتے اور مشرک بنجاتے ہیں چونکہ اس زمانہ میں اعمال شرک کی کثرت ہے لہٰذا خاص لوگوں کو مناسب ہے کہ اس قسم کے کاموں سے غفلت اور چشم پوشی کریں تاکہ شرک کا دروازہ بند ہو جائے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اپنے اعمال غیر کو بخشنے کی ضرورت نہیں اگر اس میں

فائدہ خیال کیا جا سکتا ہے تو بہت ہی تھوڑا سا۔ پس ان جیسے کاموں سے شرک کا دروازہ کھولنا کیا ضرور ہے اور تھوڑے سے فائدہ کے خیال پر ہزاروں مسلمانوں کو دوزخ کا راستہ دکھانے سے کیا فائدہ ہے۔

زیارتِ قبور

قبروں کے دیکھنے سے ہر چند کہ اپنی موت یاد آتی اور دنیا سرائے معلوم ہوتی ہے مگر پھر بھی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے پہل سب کو منع فرمایا کہ کوئی شخص قبر کی زیارت نہ کرے اور اس کے سامنے جا کر کھڑا نہ ہو صرف اس واسطے کہ اس زمانہ کے لوگ قبروں کی تعظیم حد سے زیادہ بجا لاتے تھے لیکن جب جاہلیت کا زمانہ گذر گیا اور موحد آدمی پیدا ہوئے اور قبروں کی تعظیمیں موقوف کر دیں تب بھی صرف مردوں ہی کو زیارت قبور کی اجازت ہوئی پر عورتوں کو وہی ممانعت باقی رہی۔ وجہ یہ کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔ وہ قبروں پر جا کر ضرور کوئی خلاف شرع تعظیم یا نوحہ کریں گی اور نوحہ کرنیوالی عورت کے حق میں وعید عذاب آخرت وارد ہوئی ہے۔

ایصالِ ثواب

اگر کسی شخص کو منظور ہو کہ ہم سے انبیاء۔ اولیاء۔ پیروں۔ مجتہدوں یا ماں باپ کو کسی قسم کا فائدہ پہنچے تو اسے اس طریقہ سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں کہ محض خالص خدا کیواسطے پہلے کام اور عبادت بجا لائے اور دل و جان سے فرمانِ الٰہی کا مطیع ہو کر عبادتوں کا ثواب کسی کو نہ بخشے بلکہ خود بھی ان کا ثواب نہ چاہے ہاں دل میں صرف اس قدر خیال کرے کہ ہم نے محض اپنے مالک کی رضامندی اور خوشنودی کیواسطے یہ کام کیا ہے اس کی مزدوری ہمیں درکار نہیں بلکہ اس کی رحمت

وعنایت ہماری بخشش کے واسطے کافی ہے جیسا کہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں ؎

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن　　کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

"تو گداؤں کیطرح مزدوری کی شرط پر بندگی نہ کر۔ کیونکہ سردار بندہ پروری کا طریقہ آپ جانتا ہے"۔ اس طریق پر خدا تعالیٰ اس مسلمان کو بہت سا اجر دیگا اور اسکے حقداروں کو بھی ثواب پہنچائیگا۔ کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اولاد کے عملوں کا ثواب باپ دادا کو بدون بخشے پہنچتا ہے اور کرنیوالے کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا۔ اسی طرح شاگردوں کے عملوں کا ثواب علم ظاہری کے استادوں یعنی عالموں اور مجتہدوں اور علم باطنی کے مرشدوں یعنی پیرانِ طریقت کو پہنچتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ آدمی اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہو۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہوگا اور اپنی بارگاہ کا مقبول بنائیگا، تو اس بندہ کے حقداروں کے احوال سے کہ اسکا دل انکی بخشایش کے ساتھ متعلق ہے بالکل غفلت نہ کریگا

فصل پنجم

عبادات میں مشابہت جاننا چاہیئے کہ شارع علیہ السلام کے علاوہ اور لوگوں نے جو تعظیمیں خدا کیواسطے مقرر کی ہیں اگر کوئی شخص انہیں غیر خدا کے سامنے تعظیماً بجالائیگا مشرک ہوگا۔ کیونکہ یہ عبادت کے مشابہ ہیں۔ مثلاً کوئی شخص بزرگ یا قبر کے آگے ایک پاؤں کے بل کھڑا ہوگا یا سر نیچے اور پاؤں اوپر کریگا شرک جلی میں گرفتار ہوگا۔ یا کوئی ایسی نئی تعظیم پیدا کرے جو خدا کے علاوہ بزرگوں کی قدر کے

لائق نہ ہو تو بھی مشرک ہوگا۔ جیسا کہ بعض آدمی قبروں کیطرف چند قدم چلتے پھر ٹھہرتے اور ٹیڑھے ہو کر واپس آتے ہیں اور اس قبر کی طرف پیٹھ نہیں کرتے بلکہ پچھلے قدم ہٹ کر آتے ہیں۔ اسی طرح ان جیسے اور کاموں کو اس پر قیاس کرنا چاہیئے۔ بعض آدمی کہنے لگتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو خدا کا شریک نہیں جانتے۔ اور نہ ان سے مشکل کشائی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ دربار الٰہی کے مقرب ہیں تو ہم کو بھی خدا کے قریب کردیں گے۔ اسی وجہ سے ہم انکی تعظیم حد سے زیادہ بجالاتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے:۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ۔ "جو لوگ خدا کے علاوہ اور لوگوں کو دوست رکھتے ہیں کہتے ہیں ہم انکو صرف اس واسطے پوجتے ہیں۔ کہ یہ ہم کو مرتبۂ قرب میں خدا کی طرف نزدیک کردیں گے۔ خدا تعالیٰ ان میں حکم کرتا ہے جس چیز میں کہ یہ اختلاف کرتے ہیں البتہ خدا راستہ پر نہیں لگاتا اس شخص کو کہ جھوٹا اور کافر ہے"۔ یعنی موحدوں اور مشرکوں میں اختلاف ہے۔ موحد کہتے ہیں کہ یہ اعمال شرکیہ ہیں خدا سے دوری پیدا کرتے ہیں مشرک کہتے ہیں کہ یہ بزرگوں کی تعظیمیں خدا کی تقریب کا موجب ہیں خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم تمہارے اختلاف میں صاف حکم اور قولِ فیصل بیان کرتے ہیں۔ کہ مشرک اپنے قول میں جھوٹے ہیں۔ اگرچہ بظاہر کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کی تعظیم و عبادت صرف اس واسطے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو خدا سے قریب کردیں گے۔ مگر درحقیقت بلا کے دفعیہ

کیواسطے بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں اور حاجتوں کے پورا کرنے پر انہیں قادر جانتے ہیں حالانکہ غیر خدا کو دوست رکھنا اور اسکی عبادت کرنا آدمی کو کافر بنا دیتا ہے یہ کیونکر قرب الٰہی کا موجب ہوگا۔ حالانکہ ہدایت خدا کے ہاتھ میں ہے اور حق تعالےٰ اِن جھوٹے مشرکوں کو جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے نزدیک کرنا بزرگوں کے اختیار میں ہے راہ پر نہیں لگاتا۔ یہ کمبخت یہ آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ بھول گئے ہیں۔

فصل ششم

شرک فی العادات جاننا چاہیئے۔ کہ موحدوں کی اور عادت اور مشرکوں کی اور عادت ہوا کرتی ہے۔ موحد بیٹھتے اُٹھتے۔ کروٹ لیتے خدا کا نام لیا کرتے یعنی "یا خدا" "یا رب" "یا کریم" اور ان جیسے الفاظ کہتے ہیں۔ جیسا کہ اس نے خود حکم فرمایا ہے :۔
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ کہ خدا کو اٹھتے بیٹھتے اور کروٹوں کے بل یاد کیا کرو۔

"یا پیر" "یا خواجہ" وغیرہ کلمات مگر بعضے آدمی اس کے برعکس "یا پیر" "یا خواجہ" "یا علی" کہتے ہیں۔ مومن کو ان باتوں سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اور چونکہ انسان کی ضروری عادت ہے۔ کہ وہ اپنے قول کو قسم کے ساتھ مؤکد کیا کرتا ہے تو قسم کے لائق وہی ذات پاک ہے کیونکہ قسم کھانا خدا کے اعلیٰ مرتبہ اور تعظیم و محبت اور اسکے

حاضر و ناظر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یہ معنی بزرگوں کے لائق نہیں ہیں۔

عبدالرسول وغیرہ نام ناجائز ہیں اور اپنے بچوں کے نام ایسے نام سے مشہور نہ کرنا چاہیے جس سے شرک لازم آتا ہے جیسے "عبدالرسول"۔ "بندہ علی" و "غلام غوث" وغیرہ۔ قیامت کے دن جب اس شہنشاہ کے سامنے ندا کی جائیگی۔ کہ "بندہ علی" کو حاضر کرو۔ تو اس وقت اس نام والے کو کیسی شرمندگی حاصل ہوگی۔ اسی طرح اپنے عزیزوں کو رخصت کرنے کے وقت یوں نہ کہنا چاہیئے۔ کہ تمہیں فلاں بزرگ کو سونپا۔ بلکہ یہ کلمہ زبان پر لائے کہ خدا تیرا مددگار ہے اور تجھے خدا کو سونپا۔ وجہ یہ کہ حافظ و ناصر خدا کے ناموں میں سے دو نام ہیں۔ علی ہذا القیاس جب ٹھنڈا پانی پئیں یا لطیف غذا کھائیں یا عمدہ ہوا چلے یا گل و ریحان کی خوشبو سے دماغ معطر ہو تو ان نعمتوں کے پیدا کرنیوالے کا شکر بجالانا چاہیئے۔ نہ اس وقت اوروں کو یاد کرنا چاہیئے ۔۔ بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ حقیقی منعم کو جس نے یہ نعمتیں پیدا کر کے بخشی ہیں بھولتے اور اس سے غیر کا نام زبان پر لاتے ہیں۔ اے وہ پاک ذات کہ کس قدر نیکیاں میرے ساتھ تو نے کی ہیں۔ ہزاروں ناز سے بالا ہے۔ وہ مردود تیری نعمت سے محروم رہے۔ جو غیر کا نام یاد کرتا ہے۔

فصل ہفتم

بت پرستی جاننا چاہیئے کہ اگرچہ بت پرستی لغت میں صورت پرستی کو کہتے ہیں۔ لیکن شرع میں اس کے اور معنی ہیں یعنی اپنے ہاتھ کی تراشی ہوئی چیز کو پوجنا بت پرستی

تصویر ہی پر موقوف نہیں ہے۔ دیکھئے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہاتھ سے گھڑ کر پرستش کرتے ہیں بس اگر بزرگوں کی تصویریں بنا کر ان کی تعظیم بجالائیں۔ یا حضرت امام حسینؓ کی تربت کی نقل یا کوئی نشان بنا کر بزرگوں کی طرف منسوب کریں۔ یہ سب بت پرستی کی قسمیں ہیں اور کسی پتھر پر قدم کا نشان منقش کرنا اور اُسے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش قدم قرار دیکر اُسکی تعظیم بجالانے کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

قبر پرستی اور انہی قسموں میں قبروں کی پرستش بھی داخل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔ اور قبروں پر مکان بنانے اور انہیں اینٹ سے پختہ کرنے اور چونے سے سفید کرنے اور گچ سے مضبوط کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قبور کی زینت شرک کا باعث اور اسرافِ مال کی وجہ ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا وہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے۔ اور سب لوگوں کو معلوم اور مسلّم اس کی تصریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ نیز مسجد کے علاوہ درختوں اور مکانوں کی تعظیم بجالانے کو اسی پر قیاس کیجئے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جب بیعت رضوان کا درخت زیارت گاہ ہوگیا تو حضرت عمرؓ نے بایں وجہ اسے جڑ سے اکھیڑ ڈالا کہ مبادا لوگ اس کی تعظیم بجالائیں اور شرک کے دریا میں ڈوب جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقط۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم، بربر شاہ، سری نگر، ۱۹۰۰۰۱

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں ؟

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا :

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)